مولانا شہاب الدین ندوی *

قرآن عظیم ایک سدا بہار معجزہ

اور اس کے رہنما دلائل سارے جہاں کے لئے باعث ہدایت
اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے اہل اسلام کی ذمہ داریاں

روئے زمین پر ایسی کوئی کتاب موجود نہیں ہے جو مرورِ ایام کے باعث از کار رفتہ نہ ہو چکی ہو اور اس کے مباحث فرسودہ قرار نہ پا چکے ہوں۔ خاص کر علوم و فنون اور مختلف فلسفوں کی کتابیں آؤٹ آف ڈیٹ ہوتی جا رہی ہیں کیونکہ نئے علوم اور نئے نئے اکتشافات کی بدولت قدیم نظریات اور قدیم فلسفے مہمل اور کہن سالہ قرار پا رہے ہیں۔ آج ایک نظریہ قائم ہوتا ہے تو کل وہ ٹوٹتا نظر آتا ہے۔ کسی بھی نظریئے اور فلسفے کو ثبات و قرار حاصل نہیں ہے۔ لیکن اس باب میں صرف ایک ہی کتاب کا استثناء ہے جو دنیا کے پورے لٹریچر میں اپنی نوعیت کی اولین اور نرالی کتاب ہے اور وہ ہے دین اسلام کا صحیفہ قرآن عظیم، جس کی ایک سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ نئے نئے اکتشافات کے باعث اس کے مضامین و مباحث فرسودہ یا آؤٹ آف ڈیٹ ہونے کے بجائے بالکل تر و تازہ اور اپ ٹو ڈیٹ دکھائی دیتے ہیں۔ اور اس کے معانی و مطالب نکھر نکھر کر سامنے آتے ہیں۔ اور اس کے نتیجے میں اس کا اسرار و حقائق کے نئے نئے جلوؤں کا مشاہدہ ہوتا ہے جو نوع انسانی کے لئے باعث ہدایت ہوتے ہیں اس اعتبار سے یہ کتاب ہدایت سدا بہار اور لازوال ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ نرالی خصوصیت کسی انسانی کلام میں نہیں پائی جاتی۔ لہذا ثابت ہوتا ہے کہ قرآن عظیم کسی انسانی دماغ کی اختراع نہیں ہے۔

قرآن حکیم میں کائنات اور نظام کائنات کے بارے میں بے شمار حقائق مذکور ہیں، جن کی حقیقت سے سابقہ ادوار کے لوگ واقف نہیں تھے۔ لیکن آج علمی ترقی کی بدولت ان کا مفہوم واضح ہوتا جا رہا ہے اور اس کلام حکمت کی صداقت و سچائی پر نئی روشنی پڑ رہی ہے اور اس کی حقانیت کے نئے نئے پہلو سامنے آ رہے ہیں۔ چنانچہ اس کتاب حکمت کے نازل کرنے والے نے روز اول ہی میں یہ اعلان کر دیا تھا کہ اس میں دو قسم کی آیات (محکمات و متشابہات) موجود ہیں۔ محکمات سے مراد معنی کے لحاظ سے واضح اور متشابہات سے مراد غیر واضح آیات ہیں جن کا صحیح مفہوم زیادہ تر مستقبل کے علوم و معارف کی روشنی میں واضح ہونے والا ہو۔ اس سے جہاں ایک طرف ایک ہمہ دان ہستی کا وجود ثابت ہوتا ہے وعلام الغیوب ہے تو دوسری طرف قرآن حکیم کی صداقت و سچائی کا ایک نیا روپ سامنے آتا ہے کہ یہ کلام حکمت ایسے

---

* ناظم فرقانیہ اکیڈمی ٹرسٹ بنگلور۔ ۲۹

غیبی حقائق پر مشتمل ہے جن کا علم سابقہ ادوار کے لوگوں کو نہیں تھا اس لحاظ سے کتاب الٰہی موجودہ دور کے لئے ایک معجزہ ہونے کی حیثیت رکھتی ہے۔ اور اس بے مثال مظہر ربوبیت کی بنا پر آج عصر جدید کے لئے کلام الٰہی کی صداقت کا ایک سائنٹفک ثبوت فراہم ہوتا ہے کہ وہ کسی انسان کا ساختہ پرداختہ نہیں ہوسکتا ورنہ اس میں نئے نئے مسائل کا تذکرہ نہ ملتا اور وہ لازوال سچائیوں سے مملو دکھائی نہ دیتا۔

فطرت و شریعت یا قرآن اور کائنات میں متعدد حیثیتوں سے مشابہت و مطابقت پائی جاتی ہے۔ یہ کائنات چونکہ باری تعالیٰ کی صفت تکوین کی مظہر ہے اس لئے اس میں خلاق عالم نے اپنے وجود، اپنی وحدت و یکتائی، اپنی قدرت وخلاقیت اور اپنی ربوبیت والوہیت کی نشانیاں تمام مظاہر فطرت اور ان کے نظاموں میں رکھ چھوڑی ہیں، جو ان کے تحقیقی مطالعے کے باعث منظر عام پر آتی ہیں۔ مظاہر فطرت کے ان نظاموں کے اصول وضوابط اور ان کے رموز واسرار باری تعالیٰ نے اپنی کتاب حکمت میں انتہائی ''اختصار'' کے ساتھ درج کردیئے ہیں۔ اور یہ رموز واسرار مظاہر فطرت کی تحقیق و تفتیش کے باعث کھل کر سامنے آتے ہیں اور اس کا اصول وضوابط کی قدر و قیمت علمی و سائنسی نقطہ نظر سے واضح ہوجاتی ہے جس کے باعث قرآن عظیم ہر دور کے لئے بالکل تر وتازہ اور اپ ٹو ڈیٹ دکھائی دینے لگتا ہے۔

اس اعتبار سے فطرت و شریعت ایک دوسرے کی تفسیر کرتے نظر آتے ہیں۔ یعنی جو کتاب میں ہے اس کی شرح وتفسیر کائنات میں ہے۔ اور جو کچھ کائنات میں ہے اس کا اصول وضوابط کتاب اللہ میں مرقوم ہیں اور ان دونوں میں ایک سرمو بھی تعارض وتضاد نہیں ہے۔ اس حیرت انگیز مظہر ربوبیت کے ملاحظے سے واضح ہوتا ہے کہ یہ دونوں ایک ہی سرچشمے صادر شدہ ہیں۔ یعنی جس ہستی نے اس کائنات کی تخلیق کی ہے اسی نے یہ کلام برتر بھی نازل کیا ہے اس کا دوسرا نتیجہ یہ ہے کہ یہ کائنات نہ تو بخت واتفاق کے تحت یا بغیر کسی خالق کے خود بخود وجود میں آئی ہے اور نہ یہ کلام کسی انسان کا گھڑا ہوا ہے۔ اور اس کا تیسرا نتیجہ ہے کہ اس سے خدائی حکمت ومنصوبہ بندی بھی پوری طرح بے نقاب ہوجاتی ہے کہ قرآن اور کائنات کی تطبیق وہمنوائی سے وہ سارے حقائق اسی طرح ظاہر ہورہے ہیں جس طرح کہ نقاش فطرت نے ان کا منصوبہ بنایا تھا۔

غرض قرآن اور کائنات دونوں اپنی جگہ پر ایک زبردست معجزہ ہونے کی حیثیت رکھتے ہیں، ایک تخلیقی معجزہ ہونے کی حیثیت رکھتے ہیں، ایک تخلیقی معجزہ ہے تو دوسرا علمی یا کتابی معجزہ اور یہ دونوں متعدد اعتبارات سے ایک دوسرے سے مطابقت ومشابہت رکھنے والے ہیں جو نوع انسانی کو قائل کرانے کے لئے بہت کافی ہیں۔

اس سلسلے میں قرآن عظیم نے دلیل واستدلال کا جو طریقہ اختیار کیا ہے وہ حد درجہ انوکھا اور نرالا ہے اور یہ طرز بیان ہر دور کے علوم ومعارف کو بنیاد بنا کر کیا گیا ہے، جن کے ملاحظے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عقلی یا فلسفیانہ نقطہ نظر سے تمام ادوار کی مشترکہ ذہنیت اور اس کے بنیادی عناصر کو پیش نظر رکھتے ہوئے کلام کیا جارہا ہے جو ہر قسم کے منکرین و معاندین پر صادق آسکتا ہے۔ یہی وجہ کہ اس کے علمی و عقلی دلائل کبھی فرسودہ نہیں ہوسکتے۔ بلکہ ان کی تازگی ہمیشہ برقرار

رہتی ہے اور یہ دلائل و براہین جدید سے جدید تر تحقیقات و اکتشافات کے باعث حیرت انگیز طور پر اور زیادہ معنی خیز نظر آتے ہیں اور یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ عقلی و منطقی اعتبار سے جتنے بھی دلائل ہو سکتے ہیں اُن سب کا احاطہ کر لیا گیا ہے اور منکرین حق کے شکوک و شبہات اور ان کے اعتراضات کا معقول و مدلل جواب دیا گیا ہے نیز مختلف علوم و فنون میں موجود نئے نئے دلائل و براہین کی طرف توجہ مبذول کرائی گئی ہے جن کی چھان بین سے علمی دلائل کا ایک لامتناہی سلسلہ سامنے آتا ہے۔ اس لحاظ سے قرآن' سائنس اور فلسفے کی کتاب نہ ہونے کے باوجود سائنس اور فلسفے کے مسائل سے بھری ہوئی دکھائی دیتی ہے جو اس کا ایک محیر العقول روپ ہے اس کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ نئے نئے مسائل کا تذکرہ اور ان پر کلام سائنس اور فلسفے کے مباحث چھیڑے بغیر ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ کتاب اللہ کی جامعیت و کاملیت کا ایک بے مثال جلوہ ہے' جس کا نظارہ چشم فلک نے اب تک نہیں کیا تھا۔ یہی اس کتاب کا سب سے بڑا معجزہ ہے جو عصر جدید میں اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ جلوہ گر ہے اس لحاظ سے قرآن عظیم جس طرح شرعی مسائل و مباحث کے لحاظ سے ایک جامع اور کامل صحیفہ ہے اسی طرح وہ اپنے نوع بنوع دلائل و براہین کے لحاظ سے بھی ایک جامع اور کامل ترین کتاب ہے۔

غرض قرآن عظیم کے دلائل و براہین کی انتہا نہیں ہے' جو عالم انسانی کو راہ راست پر لانے کی غرض سے مذکور ہیں۔ یہی اس صحیفہ ربانی کی اصل ہدایت و رہنمائی ہے جو اس کے بنیادی وصف کے عین مطابق ہے چونکہ خلاق ازل نوع انسانی کی گمراہی کو پسند نہیں کرتا اس لئے اسے گمراہی کے غار سے باہر نکالنے کی غرض سے اس نے ''آیات'' اور ''بینات'' یعنی دلائل ربوبیت کا ایک وسیع نظام قائم کر دیا ہے۔ چنانچہ قرآن حکیم میں بے شمار مقامات میں اسلوب بدل بدل کر اور مختلف پیراہوں میں نظام فطرت میں موجود ان آیات و بینات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور مختلف طریقوں سے نوع انسانی کو ان کا کھوج لگانے پر ابھارا گیا ہے اور اس سلسلے میں غور و فکر اور تعقل و تفکر پر زور دیا گیا ہے۔ چونکہ عقلی و علمی نقطہ نظر سے اس کائنات میں شرک' مظاہر پرستی اور الحاد و مادیت کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔ اس لئے یہ دلائل و براہین لامحالہ طور پر خدا کے وجود اور اس کی وحدانیت پر دلالت کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے اس کائنات مادی کا ایک ایک ذرہ' اس کی ڈالی ڈالی اور بوٹا بوٹا خدائے خلاق کی خلاقیت و ربوبیت کا گواہ ہے۔ چنانچہ مادہ پرستانہ نقطہ نظر سے ان مظاہر کے ''انوکھے پن'' اور ان کے حیران کن نظاموں کی کوئی معقول تشریح و توجیہہ نہیں کی جا سکتی۔ بلکہ دنیائے سائنس ربوبیت کی اس انوکھی کاریگری اور صناعی کو سمجھنے تک سے قاصر ہے' چاہے اس کا تعلق طبیعیات کی دنیا سے ہو یا عالم حیاتیات سے متعلق۔ حالانکہ اس نے عالم مادیات کے ہفت خواں سر کر لئے ہیں اور چاند ستاروں کی تسخیر تک کر لی ہے۔

چنانچہ آپ اس کائنات کا کونہ کونہ چھان ماریئے اور ایک ایک مظہر فطرت کا تفصیلی جائزہ لیجئے' حیوانات' و نباتات کا مطالعہ کیجئے یا جمادات و سماوات کا مشاہدہ فرمایئے۔ ہر جگہ آپ کو ربوبیت کی تحیر خیز کاریگری اور بصیرت افروز نظارے ملیں گے اور آپ خدائے خلاق کی گل کاریوں سے عش عش کر اٹھیں گے۔ ہر جگہ حسن کاری' توازن' موزونیت اور رکھ

رکھاؤ کا عجیب وغریب نظام دکھائی دے گا اوران گوناگوں مظاہر اوران کی رنگارنگیوں کے باوجود ہر جگہ نظم وضبط اور تنظیم کی کارفرمائی نظر آئے گی۔ ظاہر ہے کہ ایسا منظم اور بے داغ نظام جس میں کہیں بھی رخنہ وشگاف نہ ہو بغیر کسی خالق و ناظم کے وجود میں نہ آ سکتا ہے۔

بہر حال قرآن عظیم کے پرشکوہ اور مضبوط ترین دلائل کی حقیقت وصداقت موجودہ سائنسی تحقیقات و اکتشافات کے دور میں کھل کر سامنے آ گئی ہے اور آیات الٰہی اور بینات ربانی کے نئے نئے روپ جلوہ گر ہو کر آنکھوں کو خیرہ کئے جارہے ہیں جو مختلف علوم ومسائل سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس اعتبار سے قرآنی اسرار وعجائب کی انتہا نہیں ہے جو عالم انسانی کو مبہوت وششدر کرنے کے لئے کافی ہیں۔ چونکہ قرآن عظیم اپنے معقول اور طاقتور دلائل وبراہین کے لحاظ سے ایک معجزہ ہے اس لئے اسے پوری نوع انسانی کے لئے ''ہدایت نامہ'' قرار دیا گیا ہے' جیسا کہ ارشاد باری ہے:

شهر رمضان الذی انزل فیه القرآن ھدی للناس وبینات من الھدی والفرقان (بقرہ:۱۸۵)

ترجمہ: رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا ہے وہ تمام لوگوں کے لئے ہدایت ہے وہ ہدایت کے واضح دلائل پر مشتمل اور فرقان (حق وباطل میں فرق وامتیاز کرنے والی کسوٹی) بھی ہے۔

اس آیت کریمہ میں صاف صاف طریقے سے بتایا جارہا ہے کہ ہدایت سے مراد واضح نشانیاں یا دلائل ربوبیت ہیں جو ہدایت کا راستہ کھولتے اور دل کے دروازوں پر دستک دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ فرقان بھی ہے یعنی حق و باطل میں فرق کرنے والی کسوٹی جو کھرے اور کھوٹے افکار ونظریات کو پرکھتی اور انہیں الگ الگ کر دیتی ہے۔ اس لحاظ سے اس کی کسوٹی میں ہر قسم کے افکار ونظریات کی جانچ پڑتال کی جاسکتی ہے خواہ وہ دور قدیم سے متعلق ہوں یا دور جدید سے' اس لئے وہ سارے جہاں کے لئے ہدایت نامہ ہے اور وہ اپنے دلائل وبراہین کی قوت کی بنا پر عالم انسانی کو روشنی کی کرن دکھاتا ہے۔

قرآن عظیم کی اصل ہدایت ورہنمائی یہی ہے کہ وہ سارے جہاں کے لئے ہدایت نامہ اور ایک واضح بیان ہے اور اس کی دعوت عام ہے۔ جس کسی کو ہدایت یافتہ بننا ہو وہ اس چشمہ ہدایت کی طرف آ سکتا ہے۔

ھوالذی ینزل علی عبدہ آیات بینات لیخر جکم من الظلمات الی النور وان الله بکم لرء و ف رحیم (حدید۔۹)

ترجمہ: وہی ہے جو اپنے بندے پر کھلے کھلے دلائل نازل کررہا ہے تاکہ وہ تم کو تاریکیوں سے نکال کر (ہدایت کی) روشنی کی طرف لے آئے' کیونکہ اللہ تم پر بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔

لقد انزلنا آیات مبینات والله یھدی من یشاء الی صراط مستقیم (نور:۴۶)

ترجمہ: یقیناً ہم نے واضح ترین دلائل اتار دیئے ہیں اور اللہ جس کو چاہتا ہے صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ اسی کو ہدایت سے سرفراز کرتا ہے جو ہدایت کا طالب ہو۔ چنانچہ وہ کسی کو زبردستی ہدایت

نہیں دیتا۔ کیونکہ دلائل واستدلال کا مطلب ہی یہ ہے کہ ہر شخص دلائل کی قوت کی بنا پر کسی چیز کے حق یا ناحق ہونے کا خود فیصلہ کرے اور اپنے ضمیر کی آواز پر لبیک کہے۔ جیسا کہ ایک دوسرے موقع پر فرمان الٰہی ہے:

وکذلك انزلنا آیات بینات وان الله یهدی من یرید (حج:۱۶)

ترجمہ: اور اسی طرح ہم نے اس قرآن کو کھلے کھلے دلائل سے مزین کر کے اتارا ہے اور اللہ اسی کو ہدایت دیتا ہے جو (ہدایت کا) ارادہ کرے۔

اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن عظیم اپنے ان کھلے ہوئے اور واضح دلائل و براہین کی وجہ سے پورے عالم انسانی کے لئے نامہ ہدایت ہے۔ مگر اہل اسلام نے ہدایت کا ایک محدود مفہوم مراد لے کر اس کے اس وسیع مفہوم کو پوری طرح نظر انداز کر دیا ہے۔ جس کی وجہ سے اسلام اور مسلمانوں کو سخت نقصان سے دوچار ہونا پڑا ہے اور اس منفی رویہ کی وجہ سے نوع انسانی کو قرآنی سرچشمہ ہدایت کی طرف لانے کے تمام تقاضے پس پشت چلے گئے ہیں۔ نتیجہ یہ کہ نوع انسانی کی گمراہیوں میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے۔

بے شک قرآن اہل ایمان کے لئے بھی از روئے ''ھدی للمتقین'' ہدایت نامہ ضرور ہے۔ مگر ہدایت صرف اہل ایمان ہی کے لئے مخصوص ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ بلکہ قرآن پورے عالم انسانی کے لئے عموماً اور اہل الام کے لئے خصوصاً ہدایت نامہ ہو سکتا ہے مگر اس کے اہل اسلام کے لئے ہدایت نامہ ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ وہ محض شرعی مسائل کی تفصیل و تفہیم کے لحاظ سے ہی نامہ ہدایت ہے' بلکہ اس میں بھی ہدایت کا ایک وسیع تصور مقصود ہے۔ چنانچہ قرآنی نقطہ نظر سے اس کی اصل ہدایت یہ ہے کہ وہ ہر چیز اور ہر نظریہ کے بارے میں صحیح تصور عطا کرتا ہے' چاہے وہ نظام شریعت سے متعلق ہو یا نظام فطرت سے۔ چنانچہ قرآن حکیم میں متعدد مواقع پر جہاں اہل اسلام کے لئے نامہ ہدایت ہونے کی بات کہی گئی ہے وہ ایک وسیع پس منظر میں ہے۔ بطور مثال چند آیات ملاحظہ ہوں:

ونزلنا علیك الكتاب تبیانا لكل شئی وهدی ورحمة وبشری للمسلمین (نحل:۸۹)

ترجمہ: ہم نے آپ پر وہ کتاب نازل کی ہے جو ہر چیز کی خوب وضاحت کرتی ہے۔ اور (اس بنا پر) وہ اہل اسلام کے لئے ہدایت' رحمت اور خوشخبری ہے۔

وما انزلنا الیك الكتاب الا لتبین لهم الذی اختلفوا فیه وهدی ورحمة لقوم یومنون۔ (نحل:۶۴)

ترجمہ: یہ کتاب ہم نے آپ کے پاس اس لئے بھیجی ہے تاکہ آپ لوگوں کے باہمی اختلافات کو کھول کر بیان کر دیں۔ اور (اس بنا پر) وہ اہل ایمان کے لئے ہدایت و رحمت ہے۔

یہ اور اس قسم کی دیگر آیات کے ذریعہ یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ قرآن حکیم کا اہل ایمان کے لئے ہدایت نامہ ہونے کی اصل وجہ یہ ہے کہ وہ ہر چیز یا فطرت و شریعت کے ہر مسئلے کی وضاحت کرنے والا'

لوگوں کے باہمی فکری نظریاتی اختلافات کو دور کرنے والا اور نوع انسانی کے دلی امراض کے لئے دوائے شافی عطا کرنے والا ہونے کی وجہ سے ہے۔اس لحاظ سے چونکہ یہ صحیفہ حکمت نئے نئے مسائل میں صحیح رہنمائی کرنے والا اور ہر چیز کی وضاحت بخوبی کرنے والا ہے اس لئے وہ اہل اسلام کے لئے رحمت و بشارت کا باعث ہے۔یعنی نئے نئے علوم و معارف کے ظہور کے بعد جب فکری دنیا میں انتشار برپا ہو جائے جس طرح کہ ۱۹۶۹ء میں چاند کی فتح کے بعد علمی دنیا میں عجیب طرح کی بدحواسی طاری ہوگئی تھی تو ایسے مواقع پر کتاب الٰہی اہل اسلام کی صحیح رہنمائی کرے تاکہ انکا ایمان میں کسی طرح کی لغزش پیدا نہ ہو جائے بلکہ ان کے پائے ثبات دین الٰہی پر مضبوطی کے ساتھ جمے رہیں۔اسی وجہ سے نئے نئے مسائل میں اہل ایمان کی ہدایت ضروری ہے چنانچہ اس سلسلے میں ارشاد باری ہے:

قل نزله روح القدس من ربك بالحق ليثبت الذين امنوا وهدى وبشرى للمسلمين (نحل ۱۰۲)

ترجمہ: کہدو کہ اس کتاب کو روح القدس نے تمہارے رب کی جانب سے حقانیت کے ساتھ اتارا ہے تاکہ وہ اہل ایمان کے قدم جمائے رکھے۔اور (اس لحاظ سے) وہ اہل اسلام کے لئے ہدایت و بشارت ہے۔

ظاہر ہے کہ اس قسم کے احکام و مسائل میں صحیح رہنمائی کرنا دین ابدی اور کتاب ابدی کی ہی خصوصیت ہوسکتی ہے جو مستقبل میں پیش آنے والے حالات و واقعات میں ہدایت و رہنمائی کا مکمل سامان اپنے اوراق کے اندر رکھتی ہو' تاکہ اہل اسلام کبھی گمراہ نہ ہونے پائیں۔اس بحث سے بخوبی واضح ہوگیا کہ ہدایت کا وہ محدود مفہوم ہرگز مراد نہیں ہے جو آج کل مسلمانوں کے ذہنوں میں پایا جاتا ہے کہ جب کبھی کوئی نئی بحث چھڑتی ہے تو وہ فوراً کہہ اٹھتے ہیں کہ قرآن علوم و مسائل کی کتاب نہیں ہے۔ بلکہ اس کا موضوع ہدایت ہے اور ہدایت سے مراد ان کے نزدیک محض چند شرعی مسائل ہیں اور بس۔ذلك مبلغهم من العلم۔

حاصل کلام یہ کہ قرآن عظیم سارے عالم انسانی کے لئے عموماً اور اہل اسلام کے لئے خصوصاً ہدایت نامہ ہے مگر اس کے ہادی و رہنما ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ وہ محض چند شرعی و اخلاقی مسائل میں رہنمائی کرتا ہے بلکہ اس کی اصل رہنمائی اس کے وہ علمی و عقلی دلائل و براہین ہیں جو سارے جہاں کے لئے باعث ہدایت ہیں اور وہ اپنی حجیت کے لحاظ سے دلیل و استدلال کے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں۔ چنانچہ نئے علوم و معارف کے ظہور کے بعد اس کے یہ دلائل اور زیادہ قطعی اور موثر طور پر عالم انسانی کو جھنجوڑنے اور ان کے اذہان کو صیقل کرنے والے ہوتے ہیں جو نئی نئی سمتوں میں پیش قدمی کرتے ہوئے ہر علم و فن کے اندر پوشیدہ ''خدائی حجت'' کو ڈھونڈھ نکالنے پر مجبور کرتے ہیں۔اس لئے علوم و معارف کے سمندروں کو چھاننا ضروری ہے جس کے بغیر گوہر مراد حاصل نہیں ہوسکتا۔آج علوم و فنون کی یہ کھیتی پک کر تیار ہوگئی ہے اور اب فصل کاٹنے کا وقت آ گیا ہے۔مگر اس کے باوجود اہل اسلام ایک محدود تصور لئے ہوئے ہاتھ پر ہاتھ باندھے بیٹھے ہیں تو اس میں قصور کس کا ہے؟ باری تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے کہ یہ کتاب عظیم سارے جہاں کو ڈرانے اور اسے متنبہ کرنے کی غرض سے نازل کی گئی ہے۔

تبارك الذی نزل الفرقان علی عبده لیكون للعالمین نذیراً (فرقان:۱)

ترجمہ: بڑا ہی بابرکت ہے وہ جس نے اپنے بندے پر فرقان (حق و باطل میں تمیز کرنے والی کسوٹی) نازل کی تا کہ وہ سارے جہاں کو متنبہ کر سکے۔

یہ قرآن عظیم کی سب سے بڑی خصوصیت ہے کہ وہ ہر دور میں سارے جہاں کے لئے ''فرقان'' ہے جو اس کی اس عظیم صفت کی بنأ پر اس کا دوسرا نام قرار پا چکا ہے۔ اور اسی زبردست وصف کی بنأ پر وہ تا قیامت ہر دور کے لئے ایک معجزہ رہے گا۔ یعنی دلیل واستدلال کے میدان میں وہ باطل نظریات اور باطل فلسفوں کو پچھاڑتا رہے گا تا کہ خداوند قدوس کی دلیل ہمیشہ غالب رہے۔ اسی لئے فرمایا گیا ہے۔

وقل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا (بنی اسرائیل:۸۱)

کہہ دو کہ (دین) حق آ گیا اور باطل مٹ گیا' باطل کو تو لامحالہ مٹنا ہی تھا۔

لہٰذا آج دنیا کے ہر علم وفن میں گھس کر باطل افکار ونظریات اور باطل فلسفوں کو علمی وعقلی میدان میں شکست دینا وقت کی سب سے بڑی ضرورت ہے تا کہ اس کے نتیجے میں کلمہ الٰہی کا بول بالا ہو اور جب تک یہ عمل پورا نہ ہو اسلام کی نشاۃ ثانیہ عمل میں نہیں آ سکتی۔ موجودہ علوم وفنون کی ترقی کے باعث اس علمی معرکے کیلئے میدان ہموار ہو گیا ہے۔ لہٰذا آج مسلمانوں کو حق وباطل کی اس لڑائی کے لئے پوری طرح کمربستہ ہو جانا چاہیے۔ خاموشی ان کے لئے شرعاً حرام ہے کیونکہ آج مسلمانوں کے لئے زندگی اور موت کا سوال پیدا ہو گیا ہے۔ اگر وہ جسمانی جہاد کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں تو علمی جہاد تو کر سکتے ہیں لیکن ان دونوں قسم کے جہاد سے منہ موڑنے کا نتیجہ سوائے تباہی وبربادی کے اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ حیرت ہے کہ مسلمان ایسی زبردست خصوصیت والی کتاب کے حامل ہونے کا باوجود جو علمی اعتبار سے دنیا کو اٹھا اور بٹھا سکتی ہے۔ آخر کیسے اور کس بنأ پر غافل اور لاپرواہ ہیں؟ کیا ان کے لئے اس کتاب عظیم کی صحیح عظمت سے واقف ہونے اور اس پر عمل کرنے کا وقت ابھی نہیں آیا؟ واقعہ یہ ہے کہ آج قرآن عظیم کے علمی وعقلی دلائل پوری نوع انسانی کو چیلنج کر رہے ہیں اور دلیل واستدلال کے میدان میں اسے للکار رہے ہیں۔ اگر اہل اسلام قرآن حکیم کی رہنمائی میں اس کے ان دلائل کو مختلف علوم وفنون اور خاص کر جدید تحقیقات واکتشافات کی روشنی میں مدون کر کے انہیں دعوتی انداز میں نوع انسانی کے سامنے پیش کریں تو اس سے اچھے نتائج نکلنے کی امید ہے تا کہ وہ قرآنی ہدایت سے راہ یاب ہو سکے۔ یہ دلائل چونکہ خود مادہ پرستوں کی تحقیقات واکتشافات پر مبنی ہونے کی وجہ سے ان پر زیادہ بہتر طور پر اثر انداز ہو سکتے ہیں اور انہیں نظر انداز کرنا کسی کے لئے بھی آسان نہ ہوگا۔ ان دلائل کے سامنے آ جانے کے بعد جس کو مرنا ہو وہ دلیل دیکھ کر مر جائے اور جسے زندہ رہنا ہو وہ دلیل دیکھ کر زندہ رہے۔ گویا کہ خدا کی حجت پوری ہو چکی ہے:

لیهلك من هلك عن بینة و یحییٰ من حی عن بینة (انفال:۴۲) ترجمہ: تا کہ جس کو مرنا ہو وہ اتمام حجت کے بعد مرے اور جو زندہ رہے وہ اتمام حجت کے بعد زندہ رہے۔

(بقیہ صفحہ ۶۰ پر)